فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۴۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: آیت کریمہ: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (الحجر: ۹۹) کا معنی ومفہوم کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (الحجر : 99)

”اپنے تادم واپسین اپنے رب کی عبادت بجالایئے۔“

بعض گمراہ اور ملحد صوفیوں کا کہنا ہے کہ جب انسان مقام یقین کو عبور کر لے، تو اس سے عبادات ساقط ہو جاتی ہیں اور وہ احکام شرعیہ کا پابند نہیں رہتا۔ وہ ”یقین“ کی تاویل معرفت الٰہیہ سے کرتے ہیں۔ یہ نظریہ ملحد اور زندیق صوفیا کا ہے۔ اپنے آپ کو عبادت سے بے نیاز سمجھنا شیطانی اور دجالی وسوسہ ہے۔

جبکہ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہاں ”یقین“ سے مراد موت ہے۔

(مِرقاة المَفاتيح للملا علي القاري : 61/1)

❁ اللہ تعالیٰ جہنمیوں کا حال بیان کرتے ہیں:

﴿وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ، حَتّٰى أَتَانَا الْيَقِينُ﴾

(المدثر : 46-47)

”(اہل جہنم کہیں گے) ہم روز قیامت کو جھٹلاتے رہے، یہاں تک کہ ہمیں

موت آگئی۔'' یہاں یقین موت کے معنی میں ہے۔

❁ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد فرمایا:

أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ ....

''انہیں تو موت نے آن لیا ہے.......۔''

(صحيح البخاري : 1243)

❁ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کیا:

﴿وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾(مريم :31)

''اللہ تعالیٰ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں، نماز اور زکوۃ کا پابند رہوں۔''

ان تینوں آیات میں آخری دم تک شریعت کی پابندی کا ثبوت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی آخری نماز کے احوال بھی کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ جب آپ تہجد ادا کرتے، تو آپ کے پاؤں میں ورم آجاتا، تو آپ ﷺ فرماتے:

أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا .

''میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

(صحيح البخاري : 1130، صحيح مسلم : 2819)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَيْ قَوْمِ، الْمُدَاوَمَةَ الْمُدَاوَمَةَ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ لِعَمَلِ الْمُؤْمِنِ أَجَلًا دُونَ الْمَوْتِ .

''اے لوگو! دوام کے ساتھ نیکی کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مؤمن کے (نیک)

عمل کی انتہا موت رکھی ہے۔‘‘

(الزّھد لعبد اللّٰہ بن المبارک : 18، وسندہٗ صحیحٌ)

۞ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

دَخَلَ فِي ذٰلِكَ طَائِفَةٌ مِّنْ ضَلَالِ الْمُتَصَوِّفَةِ ظَنُّوا أَنَّ غَايَةَ الْعِبَادَاتِ هُوَ حُصُولُ الْمَعْرِفَةِ فَإِذَا حَصَلَتْ سَقَطَتِ الْعِبَادَاتُ وَقَدْ يَحْتَجُّ بَعْضُهُمْ بِقَوْلِهٖ : ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾(الحجر : 99)، وَيَزْعُمُونَ أَنَّ الْيَقِينَ هُوَ الْمَعْرِفَةُ وَهٰذَا خَطَأٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ أَهْلِ التَّفْسِيرِ وَغَيْرِهِمْ فَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ مُتَّفَقُونَ عَلٰى أَنَّ وُجُوبَ الْعِبَادَاتِ كَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَنَحْوِهَا وَتَحْرِيمِ الْمُحَرَّمَاتِ، كَالْفَوَاحِشِ وَالْمَظَالِمِ لَا يَزَالُ وَاجِبًا عَلٰى كُلِّ أَحَدٍ مَّا دَامَ عَقْلُهٗ حَاضِرًا، وَّلَوْ بَلَغَ، وَأَنَّ الصَّلَوَاتِ لَا تَسْقُطُ عَنْ أَحَدٍ قَطُّ إِلَّا عَنِ الْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ أَوْ مَنْ زَالَ عَقْلُهٗ ...... فَالْمَقْصُودُ مِنْ هٰذَا أَنَّ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ لَا تَسْقُطُ عَنْ أَحَدٍ لَّهٗ عَقْلٌ، سَوَاءً كَانَ كَبِيرًا أَوْ صَالِحًا أَوْ عَالِمًا .

وَمَا يَظُنُّهٗ طَوَائِفُ مِنْ جُهَّالِ الْعِبَادِ وَأَتْبَاعِهِمْ، وَجُهَّالِ النُّظَّارِ وَأَتْبَاعِهِمْ وَجُهَّالِ الْإِسْمَاعِيلِيَّةِ وَالنُّصَيْرِيَّةِ وَإِنْ كَانُوا كُلُّهُمْ

جُهَّالًا مِّنْ سُقُوطِهَا عَنِ الْعَارِفِينَ أَوِ الْوَاصِلِينَ أَوْ أَهْلِ الْحَضَرَةِ أَوْ عَمَّنْ خَرِقَتْ لَهُمُ الْعَادَاتُ، أَوْ عَنِ الْأَئِمَّةِ الْإِسْمَاعِيلِيَّةِ أَوْ بَعْضِ أَتْبَاعِهِمْ أَوْ عَمَّنْ عَرَفَ الْعُلُومَ الْعَقْلِيَّةِ أَوْ عَنِ الْمُتَكَلِّمِ الْمَاهِرِ فِي النَّظْرِ أَوِ الْفَيْلَسُوفِ الْكَامِلِ فِي الْفَلْسَفَةِ فَكُلُّ ذٰلِكَ بَاطِلٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ وَبِمَا عُلِمَ بِالْاِضْطِرَارِ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ.

''گمراہ صوفیا کا ایک گروہ یہ سمجھتا ہے کہ عبادات کی غایت معرفت کا حصول محض ہے۔تو جب معرفت حاصل ہو جائے، عبادات ساقط ہو جاتی ہیں۔بعض نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو دلیل بنایا ہے: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾(الحجر : 99) ''اللہ کی عبادت کریں، یہاں تک کہ یقین حاصل ہو جائے۔'' صوفیا کہتے ہیں کہ یقین سے مراد معرفت ہے، لیکن یہ خطا ہے۔ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔اہل تفسیر وغیرہ بھی اس کو خطا کہتے۔مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جب تک بندے کی عقل سلامت ہو، اس وقت تک احکام پر عمل کرنا جیسا کہ پانچ نمازیں اور منہیات جیسا کہ ظلم اور فحش وغیرہ سے رکے رہنا واجب ہے۔نماز کسی سے ساقط نہیں ہوتی، سوائے حیض اور نفاس والی خاتون کے یا اس شخص کے، جس کی عقل ہی زائل ہو چکی ہو۔......تو اس سے مقصود یہ ہے کہ پانچ نمازیں کسی سے ساقط نہیں ہوں گی، چاہے وہ صالح نیک ، عالم اور بڑا ہی کیوں نہ ہو۔اور یہ جو جاہل اسماعیلیوں،

صوفیوں، نصیریوں اوران کے متبعین نے سمجھ رکھا ہے کہ عارفین سے نماز ساقط ہوجاتی ہے، یا ان سے جو ایک خاص مقام کو پہنچ جائیں، یا ائمہ اسماعیلیہ اوران کے بعض متبعین سے نماز ساقط ہوجاتی ہے۔ اسی طرح علوم عقلیہ کے ماہر سے بھی ساقط ہوجاتی ہے۔ یا پھر علم کلام کے ماہر سے اور کامل فلسفی سے نماز ساقط ہوجاتی ہے، تو یہ سب باطل باتیں ہیں، اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

(دَرء تعارض العقل والنّقل : 3/270-271)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْیَقِینُ هَاهُنَا هُوَ الْمَوْتُ بِإِجْمَاعِ أَهْلِ التَّفْسِیرِ ...... فَلَا یَنْفَكُّ الْعَبْدُ مِنَ الْعُبُودِیَّةِ مَا دَامَ فِي دَارِ التَّكْلِیفِ، بَلْ عَلَیْهِ فِي الْبَرْزَخِ عُبُودِیَّةٌ أُخْرٰی لَمَّا یَسْأَلُهُ الْمَلَكَانِ مَنْ كَانَ یَعْبُدُ؟ وَمَا یَقُولُ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ وَیَلْتَمِسَانِ مِنْهُ الْجَوَابَ، وَعَلَیْهِ عُبُودِیَّةٌ أُخْرٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ، یَوْمَ یَدْعُو اللّٰهُ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ إِلَى السُّجُودِ، فَیَسْجُدُ الْمُؤْمِنُونَ، وَیَبْقَى الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُونَ لَا یَسْتَطِیعُونَ السُّجُودَ، فَإِذَا دَخَلُوا دَارَ الثَّوَابِ وَالْعِقَابِ انْقَطَعَ التَّكْلِیفُ هُنَاكَ، وَصَارَتْ عُبُودِیَّةُ أَهْلِ الثَّوَابِ تَسْبِیحًا مَقْرُونًا بِأَنْفَاسِهِمْ لَا یَجِدُونَ لَهٗ تَعَبًا وَّلَا نَصْبًا، وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهٗ یَصِلُ إِلٰی مَقَامٍ یَسْقُطُ عَنْهُ فِیهِ التَّعَبُّدُ، فَهُوَ زِنْدِیقٌ كَافِرٌ بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهٖ، وَإِنَّمَا وَصَلَ إِلٰی مَقَامِ

الْكُفْرِ بِاللّٰهِ، وَالِانْسِلَاخِ مِنْ دِينِهٖ .

''یہاں یقین سے مراد موت ہے اور اس پر مفسرین کا اجماع ہے۔تو بندہ جب تک دارالتکلیف میں رہتا ہے، اس وقت عبادت سے چھٹی نہیں ملتی، بلکہ برزخ میں بھی اس پر ایک دوسری نوعیت عبادت فرض ہے، فرشتے اس سے سوال کریں گے کہ آپ کس کی عبادت کیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ وہ اس سے جواب چاہیں گے۔اسی طرح قیامت میں ایک نوعیت کی عبادت ہوگی۔ اللہ اپنی تمام مخلوق کو سجدے کا کہے گا، سب مسلمان مومن سجدہ کریں گے لیکن کفار اور منافقین سجدہ نہیں کر پائیں گے۔تو جب وہ دار ثواب اور عقاب میں داخل ہو جائیں گے، پھر مکلّف نہیں رہیں گے۔تو جنت والوں کی عبادت تسبیح ہوگی، جو ان کی سانسوں سے نکلتی رہے گی، اس سے وہ مشکل کا شکار نہیں ہوں گے۔ جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ وہ ایسے مقام و مرتبے کو پہنچ گیا ہے، جس میں اس سے عبادت ساقط ہوگئی ہے تو وہ زندیق ہے، اللہ و رسول کے ساتھ کفر کرتا ہے۔ وہ اللہ کے ساتھ کفر کے مقام پر پہنچ گیا ہے اور دین سے نکل گیا ہے۔''

(مَدارج السّالكين :117/1)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

يُسْتَدَلُّ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ وَهِيَ قَوْلُهٗ : ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ عَلٰى أَنَّ الْعِبَادَةَ كَالصَّلَاةِ وَنَحْوِهَا وَاجِبَةٌ عَلَى الْإِنْسَانِ مَا دَامَ عَقْلُهٗ ثَابِتًا فَيُصَلِّي بِحَسَبِ حَالِهٖ،

...... وَيُسْتَدَلُّ بِهَا عَلٰى تَخْطِئَةِ مَنْ ذَهَبَ مِنَ الْمَلَاحِدَةِ إِلٰى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْيَقِينِ الْمُعْرِفَةُ، فَمَتٰى وَصَلَ أَحَدُهُمْ إِلَى الْمَعْرِفَةِ سَقَطَ عَنْهُ التَّكْلِيفُ عِنْدَهُمْ، وَهٰذَا كُفْرٌ وَّضَلَالٌ وَجَهْلٌ، فَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ، عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، كَانُوا هُمْ وَأَصْحَابُهُمْ أَعْلَمَ النَّاسِ بِاللّٰهِ وَأَعْرَفَهُمْ بِحُقُوقِهِ وَصِفَاتِهِ، وَمَا يَسْتَحِقُّ مِنَ التَّعْظِيمِ، وَكَانُوا مَعَ هٰذَا أَعْبَدَ النَّاسِ وَأَكْثَرَ النَّاسِ عِبَادَةً وَّمُوَاظَبَةً عَلٰى فِعْلِ الْخَيْرَاتِ إِلٰى حِينِ الْوَفَاةِ، وَإِنَّمَا الْمُرَادُ بِالْيَقِينِ هَاهُنَا الْمَوْتُ .

''اللہ کا فرمان ہے کہ ''اپنے رب کی عبادت کرتے رہو، یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آجائے۔''تو اس سے یہ استدلال لیا جاتا ہے کہ جب تک انسان کی عقل سلامت ہو، اس وقت تک وہ عبادات نماز وغیرہ کا مکلّف ہوتا ہے اور اپنے حالات کے مطابق ادا کرتا رہتا ہے۔اس آیت سے ملحدین کے مذہب کے خطا ہونے پر بھی استدلال کیا جاتا ہے،۔ملحدین کہتے ہیں، یقین سے مراد معرفت ہے۔تو وہ کہتے ہیں کہ جب بندہ معرفت کے مقام پر پہنچ جائے تو اس سے احکام شرعیہ کی پابندی ساقط ہوجاتی ہے۔یہ کفر ضلالت اور جہالت ہے۔ کیوں کہ انبیاء اوران کے ساتھی اللہ کے متعلق سب سے زیادہ علم رکھتے تھے اوراس کی سب سے زیادہ معرفت رکھتے تھے، اس کے حقوق عبادات اور تعظیم میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔لیکن اس کے باجود وہ سب سے بڑے

عابد تھے اور نیکی کے کاموں میں سب لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والے
تھے۔یقین سے یہاں مراد موت ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 554/4، سلامة)

علامہ محمد امین المعروف،ابن عابدین شامی حنفی (۱۲۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

مِنْ جِنْسِ ذٰلِكَ مَا يَدَّعِيهِ بَعْضُ مَنْ يَدَّعِي التَّصَوُّفَ أَنَّهٗ بَلَغَ حَالَةً بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى أَسْقَطَتْ عَنْهُ الصَّلَاةَ وَحَلَّ لَهٗ شُرْبُ الْمُسْكِرِ وَالْمَعَاصِي وَأَكْلُ مَالِ السُّلْطَانِ، فَهٰذَا مِمَّا لَا أَشُكُّ فِي وُجُوبِ قَتْلِهٖ إِذْ ضَرَرُهٗ فِي الدِّينِ أَعْظَمُ؛ وَيَنْفَتِحُ بِهٖ بَابٌ مِّنْ الْإِبَاحَةِ لَا يَنْسَدُّ؛ وَضَرَرُ هٰذَا فَوْقَ ضَرَرِ مَنْ يَقُولُ بِالْإِبَاحَةِ مُطْلَقًا؛ فَإِنَّهٗ يُمْتَنَعُ عَنْ الْإِصْغَاءِ إِلَيْهِ لِظُهُورِ كُفْرِهٖ.

''بعض صوفیا دعوی کرتے ہیں کہ وہ اپنے اور اللہ کے درمیان اس حالت کو پہنچ گئے ہیں، جہاں ان سے نماز ساقط ہوگئی ہے۔نشہ حلال ہوگیا ہے، گناہ اور سلطان کا مال کھانا حلال ہوگیا ہے۔تو میں ان لوگوں کے قتل کے وجوب میں کوئی شک نہیں کرتا، کیونکہ دین میں اس کا ضرر بہت بڑا ہے۔اس سے اباحیت کا وہ باب کھل جاتا ہے جو بند ہی نہیں ہوسکتا،اس کا ضرر اس شخص کے ضرر سے کہیں بڑا ہے، جو مطلق اباحت کا قول اختیار کرتا ہے، کیونکہ اس کا کفر ظاہر ہوتا ہے،تو لوگ اس کی طرف نہیں جاتے۔''

(فتاوى الشّامي : 243/4)

ملاعلی قاری حنفی (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

يَزْعُمُونَ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا بَلَغَ فِي الْحُبِّ غَايَةَ الْمَحَبَّةِ يَسْقُطُ عَنْهُ التَّكْلِيفُ وَيَكُونُ عِبَادَتُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ التَّفَكُّرَ وَهٰؤُلَاءِ شَرُّ الطَّوَائِفِ وَكَأَنَّهُمُ اسْتَنَدُوا فِي مُعْتَقَدِهِمْ إِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْيَقِينِ الْمَوْتُ هُنَا .

''(غالی) صوفیا کا کہنا ہے کہ بندہ جب محبت الٰہیہ کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے، تو وہ شرعی احکام کا پابند نہیں رہتا، اس کے بعد اس کی عبادت محض تفکر (غور وخوض) ہو جاتی ہے۔ یہ گروہ سب سے برا ہے۔ انہوں نے اپنے اس عقیدے کی بنیاد اس فرمان باری تعالیٰ پر ڈالی ہے: ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (الحجر : 99) ''اللہ کی عبادت کریں، یہاں تک کہ موت آ جائے۔'' مفسرین کا اجماع ہے کہ یہاں ''یقین'' سے مراد موت ہے۔''

(شرح الشّفا : 513/2)

سوال: کیا وضو میں چہرے کا دھونا فرض ہے؟

جواب: جی ہاں، وضو کرتے ہوئے چہرہ دھونا فرض ہے۔ اگر کوئی وضو میں چہرہ دھونا بھول جائے اور نماز پڑھ لے، تو وہ دوبارہ وضو کر کے نماز دہرائے گا۔

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى

الْكَعْبَيْنِ ﴾(المائدة : 6)

''ایمان والو! نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو، تو چہرہ دھوؤ، کہنیوں سمیت ہاتھ اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھوؤ اور سر کا مسح کرو۔''

سوال: جس کے سر کے اگلے حصہ کے بال گر گئے ہوں، تو کیا وضو میں اس حصے پر بھی مسح کرے گا؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا وضو میں مونچھوں کو دھونا ضروری ہے؟

جواب: مونچھیں چہرے میں شامل ہیں، لہٰذا وضو میں انہیں بھی دھونا ضروری ہے۔

سوال: کیا وضو میں بھوؤں کو دھویا جائے گا؟

جواب: جی ہاں، یہ چہرے میں داخل ہیں۔

سوال: کیا وضو میں لبوں کو دھونا فرض ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا وضو میں رخسار اور کان کے درمیانی حصے کو دھونا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں، یہ چہرے میں شامل ہے۔

سوال: کیا پلکوں کو دھونا ضروری ہے۔

جواب: جی ہاں۔

سوال: اگر ایک شخص کے ہاتھوں میں چھ انگلیاں ہیں، تو کیا وضو میں سب کو دھونا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں۔ وضو میں ہاتھ دھونا فرض ہے، اب ہاتھ میں جتنی انگلیاں ہیں،

انہیں دھویا جائے گا۔

سوال: کیا وضو میں پاؤں کی کونچیں دھونا ضروری ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: ہاتھ پاؤں پر مہندی کا رنگ ہے، کیا وضو ہو سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: مسواک دائیں ہاتھ سے کی جائے یا بائیں ہاتھ سے؟

جواب: مسواک دائیں ہاتھ سے کرنی چاہیے۔ ہر عمدہ کام دائیں ہاتھ سے کرنا مسنون ہے، مسواک بھی مستحب عمل ہے، لہٰذا دائیں ہاتھ سے کی جائے گی، جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

بعض اہل علم کے نزدیک مسواک بائیں ہاتھ سے کرنی چاہیے، وہ مسواک کو قذرات (میل کچیل) دور کرنا خیال کرتے ہیں۔

سوال: قضائے حاجت سے پہلے ''بسم اللہ'' کہنا کیسا ہے؟

جواب: ثابت نہیں، اس بارے میں روایت ضعیف و غیر ثابت ہے۔

سوال: کیا لیٹ کر مسواک کی جا سکتی ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا ایک مسواک کو دو بار کیا جا سکتا ہے؟

جواب: ایک مسواک کو کئی بار بھی کیا جا سکتا ہے۔

سوال: اگر اعضائے وضو کے قطرات مسجد میں گر جائیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، وہ قطرات پاک ہیں۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

فِي إِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ النَّدَى الْبَاقِي عَلٰى أَعْضَاءِ الْمُتَوَضِّيءِ وَالْمُغْتَسِلِ وَمَا قَطَرَ مِنْهُ عَلٰى ثِيَابِهِمَا طَاهِرٌ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ وضو اور غسل کرنے والے کے اعضا پر موجود پانی کی بوندیں اور کپڑوں پر گرنے والے قطرات پاک ہیں۔''

(الأوسط :288/1)

(سوال): مستعمل پانی کا کیا حکم ہے؟

(جواب): وضو میں مستعمل پانی پاک ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''میں بیمار تھا، بے ہوش تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، آپ نے وضو فرمایا اور وضو والا پانی میرے اوپر بہا دیا، تو مجھے ہوش آ گیا۔''

(صحيح البخاري : 194)

❁ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے۔''

(أعلام الحديث :260/1)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

فِي إِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ النَّدَى الْبَاقِي عَلٰى أَعْضَاءِ الْمُتَوَضِّيءِ وَالْمُغْتَسِلِ وَمَا قَطَرَ مِنْهُ عَلٰى ثِيَابِهِمَا طَاهِرٌ دَلِيلٌ عَلٰى طَهَارَةِ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ وضو اور غسل کرنے والے کے اعضا پر موجود پانی کی بوندیں اور کپڑوں پر گرنے والے قطرات پاک ہیں۔ یہ دلیل ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے۔''

(الأوسط :288/1)

سوال: وضو میں کلی کرتے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھنا کیسا ہے؟

أَللّٰهُمَّ اَعِنِّي عَلٰى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ .

''اللہ! تلاوت قرآن، اپنا ذکر، شکر اور عمدہ عبادت بجالانے پر میری مدد فرما۔''

جواب: وضو میں کلی کے وقت مذکورہ دعا مسنون نہیں، اس بارے میں کسی روایت پر دسترس نہیں ہوسکی۔ دورانِ وضو ہر ہر عضو کے لیے ذکر و دُعا ثابت نہیں۔ یہ بدعت ہے۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الدُّعَاءِ عَلٰى أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ، فَلَمْ يَجِئْ فِيهِ شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''وضو کے ہر ہر عضو پر دُعائیں نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔''

(الأذكار، ص 70)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْأَذْكَارُ الَّتِي يَقُولُهَا الْعَامَّةُ عَلَى الْوُضُوءِ، عِنْدَ كُلِّ وَضُوءٍ، فَلَا أَصْلَ لَهَا، عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ، وَالتَّابِعِينَ، وَلَا الْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةِ، وَفِيهَا حَدِيثٌ كَذِبٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''وضو کے ہر ہر عضو کو دھوتے وقت عوام الناس جو اذکار پڑھتے ہیں، ان کا ثبوت نہ رسول اللہ ﷺ سے ہے، نہ صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ سے۔ اس بارے میں ایک جھوٹی حدیث رسول اللہ ﷺ سے منسوب کی گئی ہے۔''

(الوابل الصیّب، ص : 384)

❀ نیز فرماتے ہیں:

''اعضائے وضو پر ذکر کے متعلق تمام احادیث باطل ہیں، ان میں کوئی بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔''

(المَنار المُنیف، ص 120)

(سوال): کیا تحیۃ الوضو مکروہ اوقات میں ادا کیے جا سکتے ہیں؟

(جواب): تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد وغیرہ سببی نمازیں ہیں، سببی نمازیں مکروہ و ممنوع اوقات میں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

❀ نبی کریم ﷺ نے خواب دیکھا، تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا بِلَالُ، حَدِّثْنِي بِأَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ : مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجٰى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ .

''بلال! قبول اسلام کے بعد کون سا عمل ہے، جس پر آپ کو سب سے زیادہ ثواب کی امید ہو؟ میں نے جنت میں آپ کے قدموں کی چاپ سنی ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے سب سے زیادہ اُمید اس عمل پر ہے کہ رات ہو یا

دن، جب بھی مَیں نے وضو کیا، تو تحیۃ الوضو ادا کی ہیں۔‘‘

(صحيح البخاري : 1149، صحيح مسلم : 2458)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ فَضِيلَةُ الصَّلَاةِ عَقِبَ الْوُضُوءِ، وَأَنَّهَا سُنَّةٌ، وَأَنَّهَا تُبَاحُ فِي أَوْقَاتِ النَّهْيِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَاسْتِوَائِهَا وَغُرُوبِهَا، وَبَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ؛ لِأَنَّهَا ذَاتَ سَبَبٍ.

’’اس حدیث سے تحیۃ الوضو کی فضیلت وسنیت ثابت ہوتی ہے، یہ نماز ممنوع اوقات، مثلاً؛ طلوع آفتاب، زوال، غروب شمس، نماز عصر اور فجر کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ سببی نماز ہے۔‘‘

(شرح مسلم : 13/16)

سوال: کیا مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے؟

جواب: مسجد میں وضو کرنا جائز ہے، مکروہ نہیں، البتہ گھر سے وضو کر کے مسجد آنا مستحب اور باعث اجر ہے۔ قدم قدم پر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔

سوال: کیا گردن کا مسح کرنا مکروہ ہے؟

جواب: گردن کا مسح جائز نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اسلاف امت سے گردن پر مسح کرنا ثابت نہیں، گردن کا مسح بدعت ہے۔

سوال: کیا اپنے لیے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کرنا ممنوع ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، اس کی ممانعت نہیں۔

سوال: کیا قبر نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر حاضری کے لیے وضو کرنا مستحب ہے؟

(جواب): اس پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

(سوال): کیا کافر کے بدن کو چھونے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے؟

(جواب): استحباب پر کوئی دلیل نہیں۔

(سوال): کیا بغل کھجانے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے؟

(جواب): اس پر کوئی دلیل نہیں۔

(سوال): غیبت کرنے کے بعد وضو مستحب ہے؟

(جواب): استحباب پر دلیل شرعی چاہیے۔

(سوال): کیا وضو پر وضو کرنا درست ہے؟

(جواب): جی ہاں۔ باوضو شخص تازہ وضو کرسکتا ہے۔

(سوال): کیا عورت اور مرد کے وضو میں کوئی فرق ہے؟

(جواب): عورت اور مرد کے وضو کا طریقہ ایک ہی ہے، اس میں کوئی فرق نہیں۔

(سوال): کیا زمزم سے وضو کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): جی ہاں، زمزم سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ زمزم میں شفا ہے، پینے سے اندرونی بیماریاں دور ہوتی ہیں اور جسم پر ڈالنے سے بیرونی بیماریاں ختم ہوتی ہیں۔

(سوال): کیا نابالغ بھی نماز کے لیے وضو کرے گا؟

(جواب): نابالغ اگرچہ مکلّف نہیں، مگر اسے بھی نماز کے لیے وضو کرانا چاہیے، تاکہ اسے عادت بنے۔

(سوال): وضو کے بعد شرمگاہ یا کپڑے پر چھینٹے مارنا کیسا ہے؟

(جواب): وضو کے بعد شرمگاہ اور کپڑے پر چھینٹے مارنا جائز ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا تَوَضَّأَ نَضَحَ فَرْجَهٗ .

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وضو کرتے، تو شرمگاہ پر چھینٹے مارتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :166/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَنْضَحُ بَيْنَ جِلْدِهٖ وَثِيَابِهٖ .

''آپ رضی اللہ عنہ شرمگاہ اور کپڑے پر چھینٹے مارتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :166/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ فَفَرَغَ قَالَ بِكَفٍّ مِنْ مَاءٍ فِي إِزَارِهٖ هٰكَذَا .

''آپ رحمہ اللہ وضو کرتے، تو بعد میں ہتھیلی بھر پانی لیتے اور تہبند میں چھینٹے مارتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :167/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبیداللہ بن عمر بن حفص رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبِي يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

''میرے والد محترم بھی ایسا کیا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :166/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ الْقَاسِمَ عَنِ الْبِلَّةِ أَجِدُهَا فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ : يَا ابْنَ أَخِي انْضَحْهُ وَالْهُ عَنْهُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ قَالَ : فَفَعَلْتُ فَذَهَبَ عَنِّي .

''میں نماز میں تری محسوس کرتا تھا، میں نے قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے سوال کیا،تو فرمایا: بھتیجے! پانی کے چھینٹے لگالیں، شک کو دور کریں، کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔(مغیرہ کہتے ہیں:)ایسا کرنے سے میرا شک زائل ہوگیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :166/1، وسندہٗ حسنٌ)

❁ جعفر بن برقان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ فَشَكَا إِلَيْهِ بِلَّةً يَجِدُهَا فَقَالَ لَهٗ مَيْمُونٌ : إِذَا أَنْتَ تَوَضَّأْتَ فَانْضَحْ فَرْجَكَ وَمَا يَلِيهِ مِنْ ثَوْبِكَ بِالْمَاءِ فَإِنْ وَجَدْتَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَقُلْ : هُوَ مِنْ ذٰلِكَ .

''ایک شخص میمون بن مہران رحمہ اللہ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ اُسے تری محسوس ہوتی ہے،تو میمون رحمہ اللہ نے فرمایا: جب آپ وضو کریں،تو شرمگاہ اور کپڑے پر پانی سے چھینٹے مارلیں، اس کے باوجود وسوسہ محسوس کریں،تو یہ خیال کریں کہ یہ تری چھینٹوں کی وجہ سے ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :167/1، وسندہٗ حسنٌ)

❁ علمائے احناف کا فتویٰ ہے:

لَوْ عَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ كَثِيرًا لَا يَلْتَفِتُ إِلٰى ذٰلِكَ كَمَا فِي الصَّلَاةِ وَيَنْضَحُ فَرْجَهٗ بِمَاءٍ حَتّٰى لَوْ رَأَى بَلَلًا حَمَلَهٗ عَلٰى بَلَّةِ الْمَاءِ .

''اگر بہت زیادہ شیطانی وساوس محسوس کرے،تو ان وساوس کو خاطر میں نہ لائے، جیسا کہ نماز میں (وساوس آتے ہیں اور ان کی طرف التفات نہیں کیا جاتا۔) نیز شرمگاہ پر چھینٹے مارے، اگر وہ (وسوسے کی بنا پر) تری محسوس

کرے،تو یہ خیال کرے کہ یہ چھینٹوں کی وجہ سے ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری:49/1)

شافعی، مالکی اور حنبلی علما کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

مرفوع روایات:

اس بارے میں کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں۔

❀ حکم بن سفیان ثقفی بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَالَ يَتَوَضَّأُ وَيَنْتَضِحُ .

”رسول اللہ ﷺ جب پیشاب کرتے ،تو وضو کرتے اور (بعد میں شرمگاہ پر) چھینٹے مارتے۔“(سنن أبي داود : 166، السّنن الكبرى للنّسائي : 134)

یہ حدیث مضطرب (ضعیف) ہے۔حکم بن سفیان یا سفیان بن حکم ثقفی کو قاضی شریک، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام ابو حاتم ، امام علی ابن المدینی اور حافظ ابن القطان فاسی وغیرہم رحمہم اللہ نے تابعی شمار کیا ہے۔جبکہ امام ابوزرعہ اور حافظ ابن عبدالبر رحمہما اللہ سمیت بعض اہل علم اسے صحابی سمجھتے ہیں۔

اضطراب کی صورت یہ ہے کہ بعض رواۃ اس حدیث کو حکم بن سفیان عن النبی کی سند سے ذکر کرتے ہیں اور بعض رواۃ حکم بن سفیان عن ابیہ عن النبی کی سند سے ذکر کرتے ہیں۔ دونوں میں شدید اضطراب ہے، ترجیح کی کوئی صورت نہیں۔

اہل علم کی تحقیق:

اس حدیث کے متعلق اہل علم کے اقوال ملاحظہ ہوں؛

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِضْطَرَبُوا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ .

''اس حدیث میں رواۃ اضطراب کا شکار ہیں۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 50)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُهٗ مُضْطَرِبٌ . ''حکم بن سفیان کی حدیث مضطرب ہے۔''

(الكاشف : 1176)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ اخْتِلَافٌ كَثِيرٌ عَلٰى مُجَاهِدٍ، وَقَدْ أُعِلَّ بِالْاِضْطِرَابِ .

''اس حدیث میں مجاہد پر (راویوں کا) کثیر اختلاف ہے۔ اس حدیث میں (ضعف کا) سبب اضطراب قرار دیا گیا ہے۔'' (اتّحاف المَهَرة : 4/315)

❁ نیز فرمایا:

فِي حَدِيثِهِ اضْطِرَابٌ . ''حکم بن سفیان کی حدیث میں اضطراب ہے۔''

(تقريب التّهذيب : 1442)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کی فصل میں ذکر کیا ہے۔

(خلاصة الأحكام : 1/123)

❁ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَا يَصِحُّ مَتْنُهٗ لِأَنَّ فِيهِ اضْطِرَابًا كَثِيرًا .

''اس حدیث کا متن ثابت نہیں، کیونکہ اس میں بہت زیادہ اضطراب ہے۔''

(تمام المنّة، ص 66)